© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

تمام ملک میں بڑے رنج واندوہ کے ساتھ سُنا گیا کہ جناب رفیع احمد صاحب قدوائی نے اچانک ۲۴ر اکتوبر کی شام کو نئی دہلی میں وفات پائی۔ بڑے آدمی۔ عام آدمیوں بلکہ ہر ذی حیات کی طرح پیدا بھی ہوتے ہیں اور مرتے بھی ہیں اور ان کا ماتم بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن قدوائی صاحب کا مرنا ملک کے ہر طبقہ اور ہر گروہ میں۔ مردوں اور عورتوں کو۔ بوڑھوں اور جوانوں کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا ان کا کوئی قریبی اور بہت ہی عزیز رشتہ دار ان سے باتیں کرتے کرتے اچانک ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا ہے اور اب وہ پھر کبھی ان کو نہیں ملے گا۔ سبب یہ ہے کہ مرحوم اپنے دل ودماغ کی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے جتنے ایک بڑے انسان تھے اپنے حد درجہ خلوص، مسلسل خدمت اور بے لوث حبِ وطن کے باعث اتنے ہی ہر دلعزیز بھی تھے۔ وہ جس طرح جنگِ آزادی کے میدان کے بہادر سپاہی تھے، اسی طرح ایک بیدار مغز اور مدبّر حکمراں بھی تھے۔ دونوں حالتوں میں ان کے ہر عمل کا محرک ان کا جذبۂ خدمت ملک و قوم تھا۔ وہ جس طرح ایک بہادر سپاہی کی حیثیت سے اپنے ذاتی عیش وآرام کے خیال سے کوسوں دور رہے، اسی طرح وزارت پر فائز ہونے کے بعد وہ راحت وتن آسانی کے تصور سے ناآشنا وبیگانہ تھے۔ ان کی زندگی سرتاسر عمل اور حرکت تھی۔ بولتے کم تھے اور کام زیادہ کرتے تھے۔ صاف دماغی اور بے تعصبی کے ساتھ ہر مسئلہ پر غور کرتے تھے اور آخر جب کسی نتیجہ پر پہنچ جاتے تھے تو عمل کی اپنی پوری طاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ اسے کر ڈالنے پر تل جاتے تھے۔ ملک کے سب سے پیچیدہ مسئلہ خوراک کو انھوں نے جس کامیابی کے ساتھ حل کر دیا وہ اس ملک کی تاریخ مابعد آزادی میں یادگار رہے گا۔ اس کارنامہ کو دیکھ کر سیاسیات واقتصادیات کے ہر طالب علم کو محسوس کرنا چاہئے کہ کسی ملک کی بڑی سے بڑی گتھی کو سلجھانے کے لئے افلاطون وارسطو کی عقل اتنی درکار نہیں جتنی کہ قدوائی کا خلوص، بے غرضی، دیانت جدوجہد اور حوصلہ مندی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک انسان کا کیرکٹر اور اس کی اخلاقی عظمت حقیقتاً اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے حریفوں اور دشمنوں کے ساتھ کوئی معاملہ کرتا ہے ورنہ دوست کے ساتھ لطف و کرم کا برتاؤ تو ہر شخص کرتا ہی ہے قدوائی صاحب کی سیرت و شخصیت کو جب اس معیار پر پرکھا جاتا ہے تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ بے شبہ غیر معمولی حوصلہ و ظرف کے انسان تھے۔ ان کی حیاتِ سیاسی کا ہر لمحہ جنگ و پیکار میں بسر ہوا۔ لیکن اقتدار حاصل ہونے کے بعد وہ اپنے کسی دشمن سے انتقام تو کیا لیتے اپنے اثر و اقتدار سے وہ اس کو جو فائدہ پہنچا سکتے تھے انھوں نے اس میں کبھی کوئی دریغ نہیں کیا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی زندگی میں اپنے چاروں طرف مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کا ہجوم رکھتے ہیں۔ لیکن جوں ہی ان کی روح قفسِ عنصری سے آزاد ہوتی ہے ان کے بڑے سے بڑے دشمنوں کی بھی آنکھیں بے ساختہ نمناک و اشک فشاں ہو جاتی ہیں۔ قدوائی مرحوم دراصل اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں مہینوں تک ان کا مکان مسلمان پناہ گزینوں کا ایک اچھا خاصہ کیمپ بنا رہا جہاں ڈیڑھ سو دو سو آدمی روزانہ دونوں وقت ان کے دستر خوان پر ہوتے تھے اور علاوہ کھانے کے دوسری اشیاء ضروریہ بھی پاتے تھے ان میں خاصی تعداد ان لوگوں کی بھی ہوتی تھی جو چند روز پہلے تک مرحوم کے شدید ترین نکتہ چینیوں اور سخت مخالفوں میں سے تھے لیکن کیا مجال کہ مرحوم کی روش یا ان کے طرز معاملہ سے کہیں کسی جگہ بھی موافق و مخالف، اور دوست دشمن کا فرق محسوس ہو سکے۔

اس میں شبہ نہیں کہ قدوائی صاحب کا واقعۂ مرگ ناگہانی ملک کے لئے ایک بڑا المناک اور ناقابلِ تلافی حادثہ ہے۔ لیکن اگر دنیا کا ہر حادثہ اس لئے ہوتا ہے کہ لوگ اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں تو اس حادثۂ غم فزا سے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو عبرت پذیر ہونا چاہیے۔

ہندوؤں کو محسوس کرنا چاہیے کہ۔ وطن دوستی۔ قوم پروری۔ اور خدمتِ ملک کسی خاص فرقہ یا مذہب کا اجارہ نہیں ہے۔ اور نہ وہ کسی ایک گروہ یا جماعت کے ساتھ مخصوص ہے۔ بلکہ شرافت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نیکی کی طرح یہ صرف قدرت کا فیض ہے جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے اس سے محروم کر دے قدرت کی کرشمہ سازی دیکھیے۔ انھیں پانچ چھ برسوں میں اس نے کس طرح اس حقیقت کو عملاً واضح اور نمایاں کر دیا ہے کہ ہندو اگر وطن دشمنی پر اُتر آئے تو وہ گوڈسے بن سکتا ہے اور اس کے برخلاف اگر مسلمان وطن دوستی اور قوم پروری پر آمادہ ہو جائے تو وہ رفیع احمد قدوائی ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وطن دوستی اور قوم پروری کا معیار "مذہب" ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اسی طرح جن مسلمانوں کو بعض اوقات فرقہ پرستی کے تکلیف دہ مظاہر دیکھ کر دل شکستگی اور مایوسی ہوتی ہے۔ انھیں سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں قابلیت، عمل اور مخلصانہ خدمتِ انسانیت۔ یہ تین ایسے اوصاف و کمالات ہیں کہ ہر مخالفت اور دشمنی۔ ہر تعصب اور تنگ نظری پر آخر غالب اور فاتح ہو کر رہتے ہیں سونا اگر واقعی سونا ہے تو عقل کا اندھا کب تک اسے پیتل کہہ کر ٹھکرا سکتا ہے دنیا میں صرف اخلاقی طاقت ہی ایک ایسا حربہ ہے کہ جو دشمن تلوار سے فتح نہیں ہو سکتے ان کی گردنیں بھی اس طاقت کے سامنے خم ہو جاتی ہیں۔ رفیع احمد قدوائی اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت و بخشش کی دولت و نعمت سے سرفراز فرمائے ان کی موت سے اگر ہندو اور مسلمان دونوں یہ سبق لے سکے تو کہا جا سکے گا کہ ان کی موت بھی ملک و قوم کی مضبوط و پائیدار تعمیر و ترقی میں بڑا کام کر گئی اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ایک بڑے انسان کی موت بھی اس کی زندگی کی طرح بے اثر و بے نتیجہ نہیں رہتی۔

سوانح قاسمی (جلد اول)

یعنی

سیرۃ سیدنا الامام الکبیر شمس الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم النانوتویؒ مولفہ حضرت مولانا السید مناظر احسن گیلانی عم فیوضہ

قیمت

© rasailojaraid.com